کوئی حوالے کی بات آتی تو زبانی حوالوں کے انبار لگا دیتے۔ احناف کے دلائل پر آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ دارالعلوم دیوبند کے معطر دارالحدیث میں درسِ حدیث کے وقت ایک عجیب سماں ہوتا تھا۔

حدیث " لا تشد الرحال لخ " کے موقعہ پر جلال میں آجاتے اور فرماتے میں بڑے احترام اور معذرت کے ساتھ ابن تیمیہ سے کہتا ہوں کہ ان کی رائے غلط اور گمراہ کن ہے اس پر یہ نقلی دلائل اور یہ عقلی دلائل ہیں۔ نوٹ کرلو۔ حضرت مدنی کے حافظہ کے متعلق ہاشمی صاحب نے بتایا کہ صرف ایک مہینہ میں جزیرہ انڈیمان کے اندر اپنے استاذ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے ہاں گرفتاری کی حالت میں قرآن مجید کو حفظ کر لیا تھا۔ روزانہ ایک پارہ یاد کرتے اور رات کو تراویح میں سنا دیتے۔

ایک ہی امام کی تقلید کیوں

ایک روز ہاشمی صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تقلید ائمہ اربعہ کے سلسلہ میں بات ہوئی تو فرمایا کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حق ان چاروں مسالک میں دائر ہے۔ آپ دنیا کی کوئی چیز اور کوئی مسئلہ لے لیں وہ ان ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کے ہاں مل جائے گا۔ یا کم از کم اس کے حل کیلئے اصول و قواعد مل جائیں گے۔ حافظ غلام حسین صاحب نے یہ سوال اٹھایا کہ جب حق چاروں ائمہ اربعہ کے درمیان دائر ہے تو پھر یہ قید کیوں لگائی جاتی ہے کہ صرف کسی ایک امام کی پیروی کرو؟ ہاشمی صاحب نے اس کا جواب یوں دیا کہ مریض کا علاج ایک ہی قسم کے ڈاکٹر سے کرایا جاتا ہے۔ یہ تو نہیں ہوتا کہ بیک وقت ایلوپیتھی ڈاکٹر، ہومیوپیتھی ڈاکٹر اور یونانی حکیم کا علاج کرایا جاتا ہو۔ کسی بھی ایک کا علاج کرالیں اس سے فائدہ نہ ہو تو اس کو چھوڑ کر دوسرے کا علاج کرالیں۔ یہی حال تقلید ائمہ اربعہ کا ہے۔ بیک وقت کوئی مسئلہ کسی کا اپنا لینا اور کوئی کسی کا۔ یہ ٹھیک نہیں۔ یہ نفسانی خواہشات کی اتباع ہے۔

تقدیر کا مفہوم

ایک مرتبہ ڈاکٹر جان صاحب نے ہاشمی صاحب سے تقدیر کا مسئلہ پوچھا اور یہ کہا کہ

جب تقدیر میں لکھا تھا کہ زید، بکر کو قتل کرے گا تو قصاص میں زید کو کیوں قتل کیا جاتا ہے۔
ھاشمی صاحب نے فرمایا زید کو کیسے معلوم تھا کہ تقدیر یوں ہے؟ تقدیر کا یہ مطلب نہیں کہ چونکہ لکھا تھا اس لئے قتل کیا بلکہ تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ زید نے قتل کرنا تھا اس لئے لکھ دیا گیا۔ ایک ماہر ڈاکٹر کہتا ہے کہ یہ مریض زندہ نہیں رہے گا یا استاذ کہتا ہے کہ یہ طالب علم فیل ہو جائے گا۔ اب اگر مریض کی وفات ہوجاتی ہے اور طالب علم فیل ہوجاتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ ڈاکٹر یا استاذ نے کہا تھا لھذا مریض فوت ہوگیا یا طالب علم فیل ہوگیا بلکہ مریض نے مرنا تھا۔ اور طالب علم نے فیل ہونا تھا اس لئے ڈاکٹر اور استاذ نے اپنے تجربے اور علم کی بنا پر پہلے کہ دیا۔ ایک ماہر فلکیات کہتا ہے کہ فلاں دن فلاں وقت اتنے گھنٹے اور اتنے وقت پر سورج گرہن ہوگا۔ اب یہ مطلب نہیں کہ چونکہ ماہر فلکیات نے کہا تھا اس لئے گرہن لگا ہے بلکہ چونکہ گرہن لگنا تھا اس لئے ماہر نے اپنے علم کی بدولت پہلے کہ دیا۔ یہی حال تقدیر کا ہے چونکہ باری تعالی کو اپنے ازلی و ابدی علم کی بدولت معلوم ہوتا ہے کہ فلاں شخص ایسا کریگا اور اس کا علم کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ لہذا لکھ دیتا ہے۔ کام کے کرنے پر اللہ تعالی مجبور نہیں کرتا ہے۔ اس نے قوت دی ہے اس قوت کو انسان قتل کرنے میں بھی لگا سکتا ہے۔ اور اس قوت کو خدمت کرنے پر بھی صرف کرسکتا ہے۔ اب یہ اس کا اختیار ہے۔ تقدیر کے مسئلہ میں اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ طاقت و قوت کے معاملہ میں انسان مجبور ہے اور اس طاقت وقوت کے استعمال میں مختار ہے۔
حضرت علی المرتضےؓ سے کسی نے تقدیر کا مسئلہ پوچھا تو فرمایا ایک ٹانگ اٹھاؤ۔ اس نے ٹانگ اٹھائی تو فرمایا اب دوسری ٹانگ بھی اٹھاؤ اس نے کہا یہ تو نہیں ہوسکتا۔ آپ نے فرمایا بس یہی تقدیر ہے۔ ایک حد تک انسان مختار اور ایک حد تک مجبور ہے۔

مولانا ادریس کاندھلوی کا زہد و تقویٰ

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کے متعلق ھاشمی صاحب نے بتایا کہ انتہائی زاہد اور سادہ تھے۔ دار العلوم دیوبند میں شیخ التفسیر تھے۔ تفسیر بیضاوی پڑھاتے تھے۔ دار العلوم سے چار صد روپے وظیفہ ملتا تھا۔ جامعہ کی انتظامیہ نے از خود وظیفہ میں ایک سو روپے کا اضافہ کردیا۔ ایک کارکن خوشخبری دینے کیلئے آیا تو مولانا اس سے سخت ناراض ہوئے۔ دفتر میں